سوال

(100)اعتکاف کے مسائل

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اعتکاف کے مسائل

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اعتکاف عکوف سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی کسی جگہ بیٹھ جانا ہے۔ لیکن اصطلاحِ شرع میں کسی شخص کا ایک خاص مدت کے لئے مخصوص صفت کے ساتھ مسجد کے ایک گوشہ میں اقامت گزین ہونا اور خلوت و تنہائی میں اللہ کی عبادت یعنی نوافل، تلاوتِ قرآن وحدیث، ذکرواذکار کے لئے وقف ہوجانا ہے۔ ملاحظہ کیجئے طرح التثریب ۴/۱۶۶ مفردات القرآن ص ۳۴۳، شرح مسلم للنووی ۷/۶۶۔ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت مؤکدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدنی زندگی میں ہر سال اعتکاف کرتے تھے۔ ایک سال کسی سفر کی بنا پر اعتکاف چھوٹ گیا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف کرلیا۔ حدیث میں آتا ہے:

((عن عبداللہ بن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الأواخر من رمضان۔))

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف میں بیٹھتے تھے۔" (بخاری ۱۲۷۱)

((عن أبی بن کعب أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف الأواخر من رمضان فسافر عاما فلم یعتکف فلما کان العام المقبل اعتکف عشرین۔))

"سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے، ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کیا، اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔" (نسائی، ابوداؤد، ابن حبان، فتح الباری ۱/۳۳۲)

مسنون اعتکاف یہ ہے کہ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا جائے البتہ اس سے کم وقت یعنی ایک دن یا رات وغیرہ کے لئے اعتکاف ہوسکتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أن عمر سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاہلیة أن أعتکف لیلة فی المسجد الحرام فقال فأوف بنذرک))

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی نذر پوری کر۔ ''(بخاری ۱/۲۷۲)

یہی حدیث امام ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں باب فی اعتکاف یوم اولیلۃ (یعنی ایک دن یا رات کا اعتکاف کرنا) میں لائے ہیں۔ (۱/۵۲۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دن رات یا کچھ حصے کی نذر مان لیتا ہے کہ میں اتنا وقت اعتکاف کروں گا تو اسے نذر پوری کرنی چاہیے۔

علاوہ ازیں رمضان کے مہینے کے علاوہ بھی دیگر مہینوں میں اعتکاف ہو سکتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں اعتکاف کیا۔ (بخاری ۴/۲۲۶، مسلم ۱۱۳۷)

شرائط: اعتکاف مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ مشروع و جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ... ۱۸۷ ... البقرة

''اور تم ان سے مباشرت نہ کرو، اس حال میں کہ تم مساجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہو۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں یہی بات شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((السنۃ لا اعتکاف إلا بصوم ولا اعتکاف إلا فی مسجد جامع))

''سنت یہ ہے کہ اعتکاف روزہ کی ساتھ ہی ہوتا ہے اور جامع مسجد میں ہوتا ہے''۔ (ابوداؤد ۱/۳۳۵)

عورت اگر اعتکاف میں بیٹھنا چاہے تو وہ بھی مسجد میں ہی اعتکاف کر سکتی ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا بھی مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا کرتی تھیں۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ فضربت فیہ قبۃ انہوں نے مسجد میں خیمہ لگایا۔ (بخاری ۱/۲۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان اوپر گزر چکا ہے کہ اعتکاف صرف جامع مسجد میں ہوتا ہے اس لئے اگر عورت اعتکاف کرنا چاہے تو مسجد میں ہی اس کا انتظام کرنا پڑے گا البتہ علامہ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث:

''کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کیا'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وفیہ دلیل جواز اعتکاف النساء ولاشک ان ذلک مقید باذن اولیائہن لذلک وامن الفتنۃ والخلوۃ مع الرجال للأدلۃ الکثیرۃ فی ذلک والقاعدۃ الفقہیۃ درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح صفۃ صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم.''

''اس حدیث میں عورتوں کے اعتکاف پر جواز کی دلیل ہے اور بلا شبہ یہ بات عورتوں کے ولیوں کی اجازت، فتنہ اور مردوں کے ساتھ خلوت سے بچاؤ کے ساتھ مقید (مشروط) ہے۔ ''یعنی فسادات اور فتنہ کا اگر خدشہ ہو تو پھر ان سے اجتناب کرنا اور بچنا یہ مصلحتوں کے حاصل کرنے سے زیادہ ضروری اور مقدم ہے۔

اعتکاف کا طریقہ

اعتکاف کے متعلق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث تو اوپر گزر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے۔ دوسری حدیث یہ ہے :

((عن عائشۃ قالت کان صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صلی اللہ علیہ وسلم إذا أراد أن یعتکف صلی الفجر ثم دخل معتکفہ))

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز پڑھ کر جاتے اعتکاف میں داخل ہو جاتے۔'' (صحیح مسلم، ابو داؤد ۳۳۴)

ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے عام اہل علم یہ بات لکھتے ہیں کہ آخری عشرہ کا آغاز بیس رمضان کا سورج غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا معتکف کو چاہیے کہ اکیسویں رات شروع ہوتے ہی مسجد میں آ جائے۔ رات بھر تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، تسبیح و تہلیل اور نوافل میں مصروف رہے اور صبح نماز فجر ادا کر کے اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے۔

جبکہ دوسرا موقف جو ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے کا اعتکاف بیٹھتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اعتکاف کا آغاز نماز صبح کے بعد کرتے اکیس یا بیس کی صبح کو اس کا تعین واضح نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ معتکف بیس رمضان کی فجر کی نماز پڑھ کر اعتکاف کا آغاز کرے تاکہ اکیس کی رات معتکف میں آئے کیونکہ اعتکاف لیلۃ القدر کی تلاش کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر میں دو عشرے اعتکاف کیا۔ نہ ملی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے اور آخری عشرے کا اعتکاف کیا۔ تسلسل بھی جاری رکھا حتیٰ کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض بیسویں کی صبح اپنا بوریا بستر اٹھا کر گھر میں بھی پہنچا چکے تھے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو میرے ساتھ اعتکاف کر رہا ہے وہ اپنے اعتکاف کو جاری رکھے۔ بیسویں رمضان تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر سے آخری عشرے کا آغاز کر دیا۔ (بخاری)

ذرا غور فرمائیں کہ آخری عشرے کا اعتکاف اکیسویں رات بعد از غروبِ آفتاب شروع ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اکیسویں رات کو ہی بلا لیتے اور کہہ دیتے کہ تم نے معتکف تو توڑ پھوڑ دیا ہے۔ اب رات مسجد میں گزارو اور کل صبح یعنی اکیسویں کی صبح کی نماز کے بعد دوبارہ معتکف میں داخل ہو جانا تاکہ تمہارا آخری عشرے کا اعتکاف پورا ہو جائے۔ ملاحظہ ہو مولانا عبد السلام بستوی کے ''اسلامی خطبات''۔ ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ اگر ۲۰ کی صبح کو مسجد میں آ جائے تو ذہنی طور پر لیلۃ القدر کی تلاش کے لئے اکیسویں کو پورا تیار ہو جاتا ہے جبکہ دوسرے موقف کے لحاظ سے اکیسویں رات جائے اعتکاف سے باہر گزاری اور اعتکاف کے ارادے سے اکیس کی صبح کو معتکف میں داخل ہوا تو آخری عشرے سے ایک رات خارج ہو جائے گی جو ایک نقص بھی ہے لہٰذا زیادہ مناسب اور موزوں یہ ہے کہ بیسویں کی صبح کو مسجد میں آ جائے اور نماز کی ادائیگی اپنے معتکف میں تیار ہو کر بیٹھ جائے۔ اس صورت میں دونوں احادیث پر بہتر عمل ہو جائے گا۔ صرف آخری عشرہ سے ۱۲ گھنٹوں کا اضافہ ہو گا اور اس اضافے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حافظ عبد اللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی موقف کے قائل تھے اور یہ موقف مبنی بر احتیاط ہے۔ واللہ اعلم

جائز امور: معتکف کے لئے حالتِ اعتکاف میں نہانا، سر میں کنگھی کرنا، تیل لگانا اور حاجاتِ ضروریہ مثلاً پیشاب، پاخانہ، فرض غسل وغیرہ کے لئے جانا درست ہے۔ (بخاری ۱/۲۷۲)

اعتکاف بیٹھنے والے کو بلا عذر شرعی اپنے معتکف سے باہر نہیں جانا چاہیے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ